یادگار سلف مورخ اسلام

مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ

قاری حبیب اللہ ارشد حفظہ اللہ مدرس جامعہ سلفیہ

الحمد للہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلاة والسلام علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین نبینا محمد وعلیٰ آله و صحبه ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین اما بعد

اولئک هم الراشدون فضلا من الله و نعمة والله علیم حکیم

خیر الناس من طال عمره و حسن عمله

برصغیر کی ممتاز علمی شخصیت' مورخ اسلام حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب 91 برس کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے انا للہ وانا الیه راجعون

حقیت یہ ہے کہ موت العالم موت العالم کہ ایک عالم باعمل کی موت پورے جہان کی موت کے مترادف ہے اوران کی خوش نصیبی ہے کہ ان کے دو جنازے ہوئے یعنی پہلا ناصر باغ لاہور میں اور دوسرا ڈھیسیاں جڑانوالہ میں اور کئی مقامات پر غائبانہ جنازہ بھی ہوا جو کہ لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت کا گہرا ثبوت ہے۔

اور جنازے بھی کثرت تعداد کے ساتھ اپنی مثال آپ تھے ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد بالخصوص اہل علم علماء قراء حفاظ' محدثین' خطباء اور داعی حضرات کی کثیر تعداد نے جنازے میں شرکت کی۔ جو کہ انشاء اللہ ان کی مغفرت اور رفع درجات کا ذریعہ بنے گی۔

وہ ایک منجھے ہوئے تجربہ کار عالم' خطیب' مورخ اور بہت بڑے ایڈیٹر اور صحافی تھے جو کہ ساری زندگی حق گوئی کے ساتھ کامیاب صحافتی' تبلیغی' دعوتی اور علمی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تمام خدمات اور مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور انہیں اعلیٰ

علیین میں بلند درجات نصیب فرمائے۔ ان کی وفات یقیناً عالم اسلام' اہل وطن اور بالخصوص' جماعت اہلحدیث کیلئے بہت بڑا سانحہ اور نہ پورا ہونے والا نقصان ہے۔ اور ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جو شاید کبھی پر نہیں ہو سکے گا۔

مرحوم ایک بلند پایہ صفات کے حامل ایک بہت بڑے خطیب' ادیب' مصنف کتب کثیرہ' مورخ اہلحدیث' مورخ اسلام اور داعی حق ہونے کے باوجود انتہائی منکسر المزاج سادہ طبیعت والے خوش مزاج انسان تھے۔ راقم الحروف کو ان سے کوئی پرانا واسطہ اور تعلق تو نہیں تھا فقط دو یا تین بار ملاقات ہوئی جامعہ سلفیہ میں اور امین پور بازار والی مرکزی مسجد میں ان کا بیان اور خطاب سننے کا شرف حاصل ہوا۔ اور ان سے اتنی کم ملاقاتوں کے باوجود یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ہمارا بہت پرانا اور گہرا تعلق ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ان سے ملاقات والے اکثر لوگ ان کے حسن اخلاق سے اتنے متاثر تھے کہ ہر کوئی یہی سمجھتا تھا کہ مورخ اسلام مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔

مورخ اسلام نے نہ صرف مسلکی سطح پر بلکہ عالمی سطح پر اپنے زور قلم سے دعوتی' صحافتی اور تاریخی میدان میں اپنا لوہا منوایا۔ کہ اپنے پرائے سب معترف ہونے کے ساتھ ساتھ انہیں خوب داد و تحسین بھی دیتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے قلم کے ذریعے ہمیشہ حق کی ترجمانی کی اور حق گوئی و بے باکی کی مثال قائم کی۔

اور بلا مبالغہ یہ ان کا قلمی جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرما کر آخرت میں انہیں سرخرو فرمائے۔ اور ان کے ہزاروں روحانی بیٹوں اور شاگردوں کو اللہ تعالیٰ صبر و حوصلے اور استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کے لگائے ہوئے اور سجائے ہوئے گلشن کی آبیاری کرتے ہوئے اس کی حفاظت کی توفیق نصیب فرمائے۔

یہ ایک حقیقت ہے۔

کل من علیها فان و یبقٰی وجه ربک ذوالجلال والاکرام